

پیش لفظ

اچھی صحبت میں رہنا اور اعلیٰ تعلیمی درس گاہوں سے کسب فیض پانا ہر طالب علم کی خواہش ہوتی اور بنیادی ضروریات میں بھی اس کا شمار ہے اور ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد بہترین اداروں سے فارغ التحصیل ہو کر سماج میں جا کر اچھا انسان بنے اور اسی تگ و دو میں اپنی اولاد کے درختان مستقبل کے خواب اپنی آنکھوں میں سجا تے ہیں۔ بی۔ اے کرنے کے بعد میرے والدین نے بھی مجھے ملک کی تاریخی دانش گاہ گورنمنٹ کالج لاہور جو کہ اب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے نام سے معروف ہے اور جس کے دو عظیم مینار اس کی ۱۵۳۱ سالہ عظیم ادبی علمی فکری اور شخصیت سازی کی تاریخ اور روشن روایات کے آئینہ دار ہیں میں ایم۔ اے اردو میں داخلہ دلوایا۔ ایم۔ اے اردو کے بعد اس ادارے سے ایم۔ فل اردو کرنے کا موقع ملا۔ ایم۔ اے اردو کرنے کے بعد اس ادارے سے ایم۔ فل اردو کرنا دوبارہ اس عظیم روایت کا حصہ بنا میرے لیے کسی خوش بختی سے کم نہیں۔

شاعری کائنات کی ان چیزوں میں سے ہے جو مجھے محصور کر دیتی ہیں۔ شعر و ادب سے رجحان شروع ہی سے تھا۔ اسی رجحان کے باعث مجھے مقالہ لکھنے کا موقع ملا۔ چونکہ میری دلچسپی شاعری سے تھی لہذا اسی دلچسپی کو پیش نظر رکھتے ہوئے میری نگران کار ڈاکٹر صائمہ ارم نے مجھے استاد قمر جلالوی کی شاعری کے حوالے سے موضوع تفویض کیا۔ استاد قمر جلالوی کلاسیکل شعراء میں ہمہ جہت شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں ان کی مقبولیت کا سبب شاعری ہے۔ اس لیے میں ان کی غزلیات کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کی غزل میں کلاسیکل جہات کو بیان کرنے کی سعی کی ہے۔

زیر نظر مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں پیدائش، خاندانی پس منظر، تعلیم کا مرحلہ، ملازمت و مشاغل، ادبی زندگی، ازدواجی زندگی، اعزازات، شخصیت، سیرت و عادات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ دوسرا باب کلاسیکل غزل کی روایت بیان کی گئی ہے۔ تیسرا باب کلاسیک کیا ہے؟ کے عنوان سے ہے جس میں کلاسیکیت کو تفصیل سے

بیان کیا گیا ہے۔ چوتھا باب ”استاد قمر جلالوی کی غزل: کلائیکی جہات“ کے عنوان سے ہے جس میں استاد قمر جلالوی کی غزل میں کلائیکی جہات، موضوعات، ان کے ذہنی و فکری ارتقاء میر و غالب اور مومن و آتش کی غزلوں میں کلائیکی عنصر پر روشنی ڈالی ہے۔ محاصل و نتائج میں استاد قمر جلالوی کی شاعری کا جائزہ لیتے ہوئے ان کا شعر و ادب میں مقام و مرتبہ متعین کیا گیا ہے۔

تحقیق کی وادی میں داخل ہوتے ہی مشکلات کے پھاڑ امداد آتے ہیں لیکن اللہ کے فضل و کرم سے سب آسان ہو گیا اور اگر کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑا تو وہ ذاتی سستی تھی۔ اگر انسان ہمت سے کام لے تو اللہ بھی ساتھ دیتا ہے۔ بقول خواجہ حیدر علی آتش:

سفر ہے شرط مسافر نواز بہترے

ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہے

صد شکر اس خدائے بزرگ و برتر اور کروڑوں درود وسلام ہستی وجہ تخلیق کائنات پر جن کی رحمتوں کے انوار ہمیشہ کی طرح اس مرحلہ شوق میں بھی مجھ پر برستے رہے۔

اس مقالے کو پایہ تکمیل تک پہچانے اور میری محنت کو شر بار کرنے میں کئی ایسی ہستیاں ہیں جن کی ہدایات تعاون اور رہنمائی کے بغیر اس مقالے کا مکمل ہونا ناممکن تھا۔ ان قبل احترام ہستیوں میں سب سے مقدم میرے نگران کار کی ذات گرامی ہے۔ مجھے اس مقالے کو قلمبند کرنے میں میری نگران پروفیسر ڈاکٹر صائمہ ارم (صدر شعبہ اردو) کی شفقت آمیز لہجہ، ہدایت اور رہنمائی حاصل رہی۔ میں شعبہ اردو کے دیگر اساتذہ کرام ڈاکٹر سفیر حیدر صاحب، ڈاکٹر فرزانہ ریاض صاحب، ڈاکٹر سیدہ صباح رضوی صاحبہ، ڈاکٹر الماس خانم صاحبہ کے لیے سراپا پاس ہوں جنہوں نے حصول تعلیم کے اس سفر میں ہر موڑ پر میری رہنمائی فرمائی اور میرے ذہن و فکر کو جلا بخشنی۔

میرے اہل خانہ بھی شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے گھر میں مجھے علمی ماحول فراہم کیا اور میرے مقالے کے ضمن میں بار بار مجھ سے استفسار کرتے رہے اور حوصلہ افزائی سے نوازتے رہے۔ والدین کی محبتوں کا ہمیشہ مقرض رہوں گا جنہوں نے تعلیمی مساعی میں میری مدد اور رہنمائی فرمائی اور ہر سہولت اور ذہنی یکسوئی بہم پہنچائی۔ انہیں کی دعاؤں کی وجہ سے وجہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منزل سے ہمکنار کیا ہے۔